اسرارِ خودی: طبع اوّل

(آغاز، ترامیم اور تحذیفات)

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

اسرارِ خودی کا محرک تصنیف وتالیف کیا امر تھا؟ اس ضمن میں کسی ایک محرک کا تعین کرنا مشکل ہے۔ عطیہ بیگم کے نام ۷/جولائی ۱۹۱۱ء کے مکتوب میں، علامہ اقبال رقم طراز ہیں:

> Father has asked me to write a Masnavi in Persian after Bu Ali Qalander's and inspite of the difficulty of the task, I have undertaken to do so.[1]

لیکن فقط اتنی سی بات آغاز مثنوی کا محرک نہ تھی۔ سہ سالہ قیامِ یورپ[2]، سلطنتِ عثمانیہ کا بکھرتا ہوا شیرازہ، ملتِ اسلامیہ کا عمومی زوال وانحطاط اور ان سب کے نتیجے میں وہ ذہنی کرب واضطراب، جو کسی حد تک ''شکوہ'' اور ''شمع وشاعر'' جیسی نظموں اور اس زمانے کے خطوط (بطورِ خاص مکاتیب بنام اکبرالٰہ آبادی[3]) میں ظاہر ہوا، اسرارِ خودی کا اصل محرک ہے۔ علامہ اقبال کے والد شیخ نور محمد کی تجویز کو البتہ فوری محرک قرار دیا جاسکتا ہے، ورنہ مہاراجا کشن پرشاد شاد کے نام ایک خط میں علامہ اقبال بتاتے ہیں کہ اُنھوں نے مثنوی از خود نہیں لکھی، بلکہ انھیں ''اس کو لکھنے کی ہدایت ہوئی ہے۔''[4] یہ اشارہ ہے اس امر کی جانب کہ انھیں، مثنوی لکھنے پر قدرت نے مامور کیا ہے۔

اقبال نے اسرارِ خودی کا آغاز کب کیا؟ اس کی اوّلین اور قدیم ترین شہادت عطیہ بیگم کے نام اقبال کے متذکرہ بالا مکتوب (مؤرخہ: ۷ جولائی ۱۹۱۱ء) میں موجود ہے۔ اس خط میں اُنھوں نے اسرارِ خودی کے چند اشعار درج کیے ہیں۔ ان میں سے ایک شعر جوں کا توں اور دو اشعار کسی قدر ترمیم کے ساتھ، مثنوی کے ابتدائی حصے میں موجود ہیں۔ مکتوب بنام عطیہ بیگم کا جو اقتباس اوپر نقل کیا گیا ہے، اس کے آخری جملے:

> I have undertaken to do so.

سے مترشح ہوتا ہے کہ آغازِ کار کو کچھ زیادہ دن نہ گزرے تھے۔ عین ممکن ہے: آغاز، جون جولائی میں ہوا ہو۔ ۷/جولائی ۱۹۱۱ء سے پہلے، کسی تحریر یا خط میں مثنوی کا تذکرہ نہیں ملتا۔ بنابریں یہ بات یقینی معلوم ہوتی ہے، کہ اگر ہم کچھ پیچھے بھی چلیں، تو مثنوی کا آغاز ۱۹۱۱ء کے نصف اوّل میں ہوا ہوگا۔[5] غالباً ابتدائی حصہ لکھنے

کے بعد، مثنوی نویسی کا سلسلہ تعطل کا شکار ہو گیا اور ڈیڑھ دو سال کے وقفے کے بعد، وہ ازسرِ نو مثنوی کی طرف متوجہ ہوئے۔ مولانا گرامی کو ۱۳/جولائی ۱۹۱۴ء کے مکتوب میں لکھتے ہیں: ''گذشتہ سال ایک مثنوی، فارسی میں لکھنی شروع کی تھی''۔[۶] یہاں ''شروع کرنے'' سے، یہی مراد لینا چاہیے کہ ۱۹۱۳ء میں اقبال، ازسرِ نو مثنوی کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ اس کا زیادہ تر حصہ ۱۹۱۳ء اور ۱۹۱۴ء میں لکھا گیا۔[۷] تکمیل ۹/فروری ۱۹۱۵ء کو ہوئی۔[۸]

معاً بعد، ۹/نومبر کو والدۂ اقبال کی رحلت کا حادثہ پیش آیا۔ پھر دسمبر میں مختار بیگم سے عقدِ (ثالث) کی مصروفیات رہیں۔ علاوہ ازیں، یہ امر بھی سببِ تعویق ہوا کہ اشاعت سے قبل وہ مثنوی سے ہر طرح ''مطمئن''[۹] ہونے کے لیے، مولانا گرامی سے مشورے کے خواہاں تھے۔[۱۰] غالباً ان ایام میں مولانا گرامی لاہور نہ آسکے۔ خواجہ عزیز لکھنوی کو بھی مثنوی دکھانا چاہتے تھے، مگر لکھنؤ نہ جا سکے۔[۱۱]

اسرارِ خودی کی اشاعت (۱۹۱۵ء) سے قبل، اس کے کئی حصے، مختلف جرائد میں شائع ہوتے رہے۔[۱۲]

ان حصوں کے متعدد اشعار کا متن، طبع اوّل سے خاصا مختلف ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال مثنوی پر نظرثانی کرتے ہوئے خود اپنے اشعار کی اصلاح کرتے رہے۔ مولانا گرامی سے خط کتابت کے ذریعے سے مشورہ بھی ہوتا رہا۔[۱۳] نظرثانی اور ترمیم و اصلاح کا یہ سلسلہ فروری ۱۹۱۵ء[۱۴] تک جاری رہا۔ اقبال نے مثنوی کا مسوّدہ کئی بار تیار کرایا۔ مثنوی میں بار بار اور بکثرت کی جانے والی ترامیم کا کچھ اندازہ، اسرار خودی کے ان تین قلمی نسخوں اور مسوّدوں سے کیا جا سکتا ہے، جو اقبال میوزیم لاہور میں محفوظ ہیں۔[۱۵]

مثنوی کا نام ابھی طے نہ ہوا تھا۔ شیخ عبدالقادر نے متعدد نام: اسرارِ حیات، پیامِ مشرق، پیامِ نو اور آئینِ نو تجویز کیے۔ نام کے سلسلے میں اقبال نے خواجہ حسن نظامی کو بھی طبع آزمائی کی دعوت دی۔[۱۶] بالآخر یہ اوّلین شعری تصنیف اسرارِ خودی کے نام سے موسوم ہوئی۔ غالباً یہ نام، مثنوی کے اس مصرعے سے اخذ کیا گیا:

ہر چہ می بینی ز اسرارِ خودی است[۱۷]

آیندہ چند ماہ کتابت، کاپیوں کی تصحیح اور طباعت وغیرہ کے مراحل میں گزرے اور ۱۲ ستمبر ۱۹۱۵ء[۱۸] کو اسرارِ خودی کی اوّلین اشاعت عمل میں آئی۔

پیشہ ورانہ مصروفیت اور شاعرانہ افتادِ طبع کی بنا پر، مثنوی کی کتابت و طباعت کے ہفت خواں طے کرنا، اقبال کے لیے بہت مشکل تھا، چنانچہ یہ کام حکیم فقیر محمد چشتی نظامی کی نگرانی اور اہتمام میں انجام پایا،[۱۹] بلکہ اس کے اخراجات بھی حکیم صاحب نے برداشت کیے۔[۲۰] اس خدشے کے پیشِ نظر کہ، ممکن ہے مثنوی میں زیادہ لوگ دلچسپی نہ لیں، ارادتاً[۲۱] اسے پانچ سو[۲۲] کی قلیل تعداد میں چھپوایا گیا۔ منشی فضل الٰہی مرغوب رقم کی کتابت قدرے جلی ہے۔ مسطر چھے سطری ہے اور سائز ۱۲×۱۵ س م، دیباچے کے صفحات نمبر کا شمار الف سے ل تک کیا گیا۔ صفحہ نمبر ۱ سے متنِ اشعار کا آغاز ہوتا ہے۔ دو رنگا سرورق، کاپیوں سے الگ چھاپا گیا۔

پھول اور پتیوں کی بیل والے حاشیے (Border) کا رنگ سرخ ہے، جبکہ سرورق کی عبارت سبز رنگ میں ہے۔ سب سے آخری صفحے (آخری سرورق) پر یہ عبارت درج ہے:

اطلاع

(بموجب ایکٹ ۱۹۱۴ء کاپی رائٹ مجریہ فروری ۱۹۱۴ء) مثنوی ہٰذا کے جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ لہٰذا کوئی صاحب قصدِ طبع نہ کریں۔

مصنف

اسرارِ خودی اگرچہ اس زمانے کے عام اشاعتی معیار کے مطابق تھی، تاہم اقبال، مثنوی کے معیارِ طباعت سے کچھ زیادہ مطمئن نہ تھے۔ طبع اوّل میں املا اور کتابت کی متعدد اغلاط موجود ہیں جن کی تفصیل راقم کی کتاب تصانیف اقبال (طبع ۲۰۱۱ء) میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (ص ۱۰۷-۱۰۸)

افلاطون اور حافظ پر اقبال نے جو تنقید کی تھی، اس پر بہت سے لوگ معترض ہوئے۔ اخبارات و جرائد میں مباحثہ شروع ہوگیا۔ اقبال نے بھی اپنے موقف کی وضاحت کے لیے متعدد مضامین لکھے۔ اسرارِ خودی کے رد میں متعدد مثنویاں لکھی گئیں۔ بعض مثنویاں یہ ہیں:

(الف) رازِ بے خودی از خان بہادر پیرزادہ مظفر احمد فضلی قریشی صدیقی نقشبندی آفاقی، ناشر: فضل حسین مطبع بلالی دہلی، ۱۹۱۸ء، ص: ۱۶+۱۱۲

(ب) لسان الغیب از مولانا حکیم فیروز الدین احمد طغرائی امرتسری، ناشر: منشی مولا بخش کشتہ، امرتسر، س۔ن، ص ۳۱

(ج) فارسی مثنوی از میاں ملک محمد قادری ٹھیکیدار، جہلم بحوالہ: صحیفہ، اقبال نمبر، اوّل ۱۹۷۳ء: ص ۲۴۳-۲۴۵

(د) مثنوی سِرُّ الاسرار از ڈاکٹر معین الدین جمیل، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۲ء: ص ۸۴+۹۴+۱۸۲

اقبال کو اپنے مسلک کی صحت پر شبہہ[۲۳] نہ تھا، بایں ہمہ کچھ تو رفعِ شر کی خاطر اور کچھ والدِ ماجد کا دل رکھنے کے لیے،[۲۴] اُنھوں نے اسرارِ خودی کے بعض حصے حذف کرنے کا فیصلہ کرلیا۔[۲۵]

مثنوی کا پہلا اڈیشن، ایک سال سے بھی کم عرصے میں ختم ہوگیا،[۲۶] کیونکہ اوّل تو مثنوی صرف پانچ سو کی تعداد میں چھاپی گئی تھی، دوسرے یہ بھی زیادہ تر، احباب میں تقسیم ہوگئی۔[۲۷] چنانچہ فوراً ہی دوسرے اڈیشن کی تیاری شروع ہوگئی۔[۲۸] اپریل ۱۹۱۸ء میں یہ تیاری جاری تھی۔[۲۹] تاہم اس کی اشاعت ۱۹۱۸ء کے نصف آخر میں[۳۰] میں آئی۔

طبع دوم کے مندرجاتِ سرورق میں بھی ترمیم کی گئی ہے۔ کتاب کے نام کے ساتھ ''یعنی حقائق

حیاتِ فردیہ'' کے الفاظ بڑھا دیے گئے ہیں۔

اس اڈیشن کا سب سے اہم پہلو وہ محذوفات و اضافات ہیں، جو علامہ اقبال نے اسرارِ خودی پر تبصروں اور تنقیدوں کی روشنی میں کیے۔ بعض ترامیم بھی کی گئیں، ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(الف) محذوفات:

(۱)　سرورق: پیشانی پر مندرج حدیثِ نبویؐ: اِنَّ مِنَ الشعرِ لحکمة

(۲)　بارہ صفحات کا دیباچہ۔[۳۱]

(۳)　پیش کش بحضور سر سیّد علی امام کے اُنیس[۳۲] اشعار میں سے ۸ (پہلے ۵، اور آخری ۳) اشعار۔

(۴)　ایک شعر: روحِ نو می جوید اجسامِ کہن
کمتر ز قُم نیست اعجازِ سخن[۳۳]

(اسرارِ خودی، طبع اوّل: ص۱۷)

(۵)　ایک شعر:

زندگی محکم ز ایقاظِ خودی است
کاہد از خوابِ خودی نیروے زیست

(طبع اوّل: ص۲۷)

(۶)　حافظ کے بارے میں[۳۴] ۳۵ اشعار، پہلا شعر یہ ہے:

ہوشیار از حافظِ صہبا گسار
جامش ز زہرِ اجل سرمایہ دار

(طبع اوّل: ص۶۶-۷۲)

(۷)　چار اشعار:

(۱)　صورتِ منصور اگر خود بیں شوی
ہمچو حق بالاتر از آئیں شوی

(۲)　سوزِ مضموں دفترِ منصور سوخت
جلوہ رقصید و متاعِ طور سوخت

(۳)　رفت از تن روحِ گردوں تا زِ اُو
از اجل بیگانہ ماند آوازِ اُو

(۴)　نعرہ اش در لب چو گویائی ندید
سر بروں از قطرۂ خونش کشید[۳۵]

(طبع اوّل: ص۱۰۶-۱۰۷)

(۸) ایک شعر:

پختگی ہا جست و خود آگاہ شد
زینتِ پہلوے بیت اللہ شد

(طبع اوّل: ص۱۱۱)

ایک شعر:

نالہ شد در سینۂ بلبل طپید
در حریم غنچہ خاموشی گزید

(طبع اوّل: ص۲۴)

(ب) اضافات:

(۱) سرورق کی پیشانی پر "۷۸۶"۔

(۲) سرورق پر مثنوی اسرار خودی کے الفاظ کے بعد "یعنی حقائق حیاتِ فردیہ"۔

(۳) طبع دوم کا نیا دیباچہ۔[۳۶]

(۴) رومی کے تین اشعار:

دی شیخ با چراغ...... (طبع دوم: ص۲) کلیاتِ اقبال فارسی: ص۴۔

(۵) آغازِ مثنوی سے قبل، تسمیہ سے اوپر کی سطر میں: "ھُوَ"

(طبع دوم: ص۵)

(۶) نظیری کا شعر:

نیست در خشک و تر...... (طبع دوم: ص۵، کلیات: ص۵)

(۷) گیارہ اشعار:

از شعر نمبر ۱: بود نقشِ ہستیم ......

تا شعر نمبر ۲: قطرہ تا ہم پایۂ...... (طبع دوم: ص۱۵-۱۶، کلیات: ص۱۰-۱۱)۔

(۸) ایک شعر:

چوں خودی آرد...... (طبع دوم: ص۲۳، کلیات: ص۱۵)

(۹) مکمل باب بعنوان: "در حقیقتِ شعر و اصلاحِ ادبیاتِ اسلامیہ" مع حواشی (طبع دوم: ص۵۵-۶۴، کلیات: ص۳۴-۳۹)۔

(۱۰) پانچ اشعار- از شعر نمبر ۱: گر نہ سازد...... تا شعر نمبر ۵: در جہاں نتواں ...... (طبع دوم: ص۸۱، کلیات: ص۴۹)

(۱۱) مولانا روم کا ایک شعر بہ تغیرِ الفاظ مع حاشیہ: در درونم سنگ......(طبع دوم: ص ۱۰۱، کلیات: ص ۶۱)

(۱۲) ایک شعر مع حاشیہ:
تا کجا در روز و شب......(طبع دوم: ص ۱۲۲، کلیات: ص ۷۲)۔

(۱۳) ایک شعر:
کوہ آتش خیز کن......(طبع دوم: ص ۱۲۹، کلیات: ص ۷۶)

(۱۴) ایک شعر:
باز مارا بر ہماں......(طبع دوم: ص ۱۲۹، کلیات: ص ۷۶)

(۱۵) جملہ حواشی سوائے دو مقامات کے:
(۱) (طبع دوم: ص ۷۹، کلیات: ص ۴۸، حاشیہ نمبر ۱)
(۲) طبع دوم ص ۱۱۲، کلیات: ص ۶۷، حاشیہ نمبر ۱)

(۱۶) آخری صفحے پر کاپی رائٹ سے متعلق ''اعلان'' کے آخر میں، مصنف کے دستخط بہ حروف انگریزی مع ''بیرسٹر ایٹ لاء لاہور''۔

(ج) ترامیم:

دوسرے اڈیشن میں کئی طرح کی ترامیم کی گئی ہیں:

(۱) مولانا غلام رسول مہر نے سرودِ رفتہ (ص ۲۴۸-۲۵۳) میں بہت سے ایسے مقامات کی نشان دہی کی ہے، جہاں اقبال نے اسرارِ خودی کے طبع دوم میں ترامیم کیں، تاہم ترامیم کی خاصی تعداد مہر صاحب سے نظر انداز ہوگئی۔ پھر مہر صاحب کے ترامیم نامے میں طبع دوم اور طبع سوم کی ترامیم مخلوط ہوگئی ہیں اور اس میں متعدد اغلاط بھی ہیں......(آیندہ سطور میں حسبِ موقع ان کی نشان دہی کی جائے گی) ہم نے ایک گوشوارے میں وہ تمام اشعار و مصاریع جمع کر دیے ہیں، جن میں، طبع دوم کے موقع پر اصلاح کی گئی۔ (یہ گوشوارہ، راقم کی تصنیف تصانیف اقبال (طبع ۲۰۱۱ء، ص ۱۱۴-۱۱۶) میں دیکھا جا سکتا ہے۔

(۲) بعض مقامات پر ترتیبِ اشعار و مصاریع میں تقدیم و تاخیر کی گئی ہے:
(الف) طبع اوّل (ص ۲۴) میں یہ شعر:
خیز د انگیز......(کلیات: ص ۱۳)
اس بند کا آخری شعر تھا۔ طبع دوم (ص ۲۰) میں اسے موجودہ جگہ لایا گیا۔
(ب) دو اشعار:[۳۷]

آرزو را در دلِ خود......

اور: آرزو جانِ جہاں...... (کلیات: ص ۱۶)

طبع اوّل (ص ۳۲) میں اس باب کے آخری شعر تھے، طبع دوم (ص ۳۴) میں انھیں، باب کا شعر نمبر ۳ اور نمبر ۴ بنادیا گیا۔

(ج) طبع اوّل (ص ۸۹) میں اس شعر:

خاکِ پنجاب از دمِ او زندہ گشت　　صبحِ ما از مہرِ اُو تابندہ گشت

(کلیات: ص ۵۲)

کے مصرعوں کی ترتیب، موجودہ صورت کے برعکس تھی۔ طبع دوم (ص ۸۶) میں یہ ترتیب قائم کی گئی۔

(۳)　طبع اوّل (ص ۶۲) میں ایک عنوان کی ابتدائی صورت یہ تھی:

در بیان اینکہ افلاطونِ یونانی و حافظ شیرازی کہ تصوف و ادبیاتِ اقوامِ اسلامیہ تخیلاتِ ایشاں اثرِ عظیم پذیرفتہ برمسلکِ گوسفندی رفتہ اند و از ایشاں احتراز واجب است۔

طبع دوم (ص ۵۱) میں اسے موجودہ صورت دی گئی (کلیات ص ۳۲) طبع اوّل میں کتابت کی متعدد اغلاط موجود تھیں۔ طبع دوم میں، سرورق کی عبارت میں ترمیم ہوگئی۔ دیباچہ بھی حذف کر دیا گیا۔ طبع اوّل کی باقی اغلاط میں سے بعض کی تصحیح ہوگئی ہے۔ (دیکھیے: تصانیف اقبال، طبع ۲۰۱۱ء، ص ۱۱۸-۱۲۰)۔

اسرارِ خودی کا تیسرا اڈیشن، رازِ بے خودی کے دوسرے اڈیشن کے ساتھ ملا کر اسرار و رموز (یکجا) کی صورت میں شائع ہوا۔ اس لیے اس کا ذکر آگے چل کر اسرار و رموز (ہر دو یکجا) کے طبع اوّل کے جائزے میں ہوگا۔

اسرارِ خودی کا دوسرا اڈیشن اور رازِ بے خودی کا پہلا اڈیشن ختم ہوا تو علامہ اقبال نے دونوں کی یکجا اشاعت کا فیصلہ کیا۔ اس موقع پر اُنھوں نے دونوں مثنویوں پر نظرِ ثانی کر کے بعض اشعار میں ترامیم کیں اور کئی اشعار کا اضافہ بھی کیا۔

اسرار و رموز (یکجا) کے طبع اوّل پر سالِ اشاعت درج نہیں، تاہم اس کی اشاعت کا سال ۱۹۲۳ء ہے۔[۳۸] اسرارِ خودی کی اشاعت سوم اور رازِ بے خودی کی اشاعت دوم ہے۔

سرورق کے صفحہ نمبر ۳ پر چند سطری مختصر دیباچہ ہے۔ یہ دیباچہ علامہ اقبال کے کسی نثری مجموعے میں شامل نہیں، اس لیے اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

دیباچہ

اس اڈیشن میں ناظرین کی سہولت کے لیے دونوں مثنویاں یعنی اسرارِ خودی اور رازِ بے خودی یکجا

شائع کی جاتی ہیں۔ معمولی لفظی ترمیم کے علاوہ، مطالب کی مزید تشریح کے لیے بعض جگہ اشعار کا بھی اضافہ ہے، جن کی مجموعی تعداد سوا سو ہوگی۔ ایک دو جگہ نئے عنوان بھی قائم کیے گئے ہیں، مگر کتاب کی ترتیب میں کوئی فرق نہیں۔

محمد اقبال

اسرار و رموز (یکجا) میں متعدد اشعار حذف کر دیے گئے، کئی حصوں میں ترمیم کی گئی اور بعض اشعار کا اضافہ بھی ہوا۔ تفصیل اس طرح ہے:

(ا) **محذوفات:**

اسرارِ خودی، طبع دوم

۱- سرورق پر توضیحی عنوان: ''حقائق حیاتِ فردیہ''

۲- دیباچہ

۳- آغازِ مثنوی سے پہلے، صفحے کی پیشانی پر لفظ: ''ھُوَ''

۴- ص۵۷ کا یہ شعر:

طرفہ افسوں نقشِ او بر ما دمد
خامہ اش کوہے بموئے می کشد

۵- ص۱۳۴ پر حقوقِ اشاعت سے متعلق ''اعلان'' (اسے گذشتہ صفحات میں نقل کیا جا چکا ہے)۔[۳۹]

(ب) اضافات:

۱- دیباچہ (گذشتہ صفحات میں نقل کیا جا چکا ہے)۔

۲- اسرارِ خودی میں باب ''الوقت سیف'' کے پہلے بند کے بعد اٹھارہ اشعار کا ایک مکمل بند، جس کا سب سے پہلا شعر ہے:

نکتۂ می گویمت روشن چو دُر   تا شناسی امتیازِ عبد و حُر

اور آخری شعر:

نغمۂ خاموش دارد سازِ وقت   غوطہ در دل زن کہ بینی رازِ وقت

(کلیات: ص۷۲-۷۴)

(ج) ترامیم:

اسرار و رموز (یکجا) میں بعض اشعار و مصاریع کو ترمیم کے ذریعے، نئی صورت دی گئی۔ (اس کا مفصل گوشوارہ ملاحظہ کیجیے: تصانیف اقبال، طبع ۲۰۱۱ء، ص۱۳۰-۱۳۴)

(د) تقدیم و تاخیر

اسرار و رموز (یکجا) میں بعض مقامات پر ترتیب اشعار و مصاریع میں تقدیم و تاخیر کی گئی ہے۔

صفحہ کلیات	صفحہ	اسرار خودی، دوم	صفحہ	اسرار و رموز (یکجا)
۲۳	۳۷	دو اشعار کی ترتیب اس طرح تھی:	۲۴	ترتیب الٹ دی گئی:
		(۱) از سوالِ افلاس......		(۱) از سوالِ آشفتہ......
		(۲) از سوالِ آشفتہ......		(۲) از سوالِ افلاس......

۱۹۲۸ء میں چھپنے والا اسرار و رموز کا اڈیشن علامہ کی زندگی میں منظرِ عام پر آنے والا آخری اڈیشن تھا۔ یہی متداول مجموعہ ہے۔ ان کی وفات کے بعد کلیات اقبال فارسی کی اشاعت [۱۹۷۳ء] تک یہ مجموعہ آٹھ بار شائع ہوا۔ محمود اللہ صدیقی کی نئی کتابت میں کلیات کے ساتھ اور الگ الگ بھی، نیز اردو تراجم کے ساتھ بھی دلوں پر دستک دینے والی کتاب اسرارِ خودی بیسیوں مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ علامہ اقبال نے اُمتِ مسلمہ کے لیے ایک سو سال پہلے جو راہِ عمل تجویز کی تھی، آج بھی وہی نشانِ راہ ہے اور اس پر چل کر ہم کامیابی سے ہم کنار ہو سکتے ہیں۔

❁.....❁.....❁

حواشی و حوالہ جات

۱- مکاتیبِ رشید حسن خاں بنام رفیع الدین ہاشمی، ص۶۴۔

۱- *Letters to Atiya*: ص۷۳

۲- وحید احمد کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں: ''حقیقت یہ ہے کہ یورپ کی آب و ہوا نے مجھے مسلمان کر دیا''۔ انوارِ اقبال: ص۱۷۶

۳- اقبال نامہ، دوم: ص۳۴-۷۷

۴- صحیفہ، اقبال نمبر، اوّل ۱۹۷۳ء: ص۱۶۸

۵- ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں: ''اس کے آغاز کا ماہ و سال ہمیں معلوم نہیں، مگر قرائن بتاتے ہیں کہ پہلی جنگ عظیم کے شروع ہونے سے قبل، اس کا آغاز ہو چکا تھا۔'' (اقبال اور فارسی شعرا: ص۳۹) مہینے کا تعیّن نہ سہی، سال کا تعیّن تو یقینی طور پر ممکن ہے...... اسی طرح ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کا یہ بیان بھی درست نہیں کہ: ''۱۹۱۳ء سے اقبال اسرارِ خودی کی تحریر میں مصروف تھے''۔ (سرگذشتِ اقبال: ص۱۲۴)

۶- مکاتیبِ اقبال بنام گرامی: ص۹۸۔ غالباً اسی بنا پر ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کو متذکرہ بالا تسامح ہوا۔

۷- اقبال نامہ، اوّل: ص۲۲

۸- مثنوی کی ایک بیاض (نمبر A/M. 1977. 201) میں، اقبال نے مثنوی کا جو سرورق بنایا ہے، اس پر ''۹رفروری ۱۵ء اِتمام یافت'' کے الفاظ درج ہیں۔ ۲۳رنومبر ۱۹۱۳ء کے ایک خط بنام شاد میں یہ جملہ ملتا ہے: '' فارسی مثنوی ختم ہوگئی ہے''۔ (صحیفہ، اقبال نمبر، اوّل، ۱۹۷۳ء: ص۱۳۲)۔ بظاہر دونوں بیانات میں تضاد معلوم ہوتا ہے مگر ہمارا خیال ہے کہ مثنوی کا بڑا حصہ ۱۹۱۳ء میں ختم ہوگیا اور ۱۹۱۴ء میں اقبال اس پر نظرِ ثانی کرتے رہے۔

۹- صحیفہ، اقبال نمبر، اوّل، ۱۹۷۳ء: ص۱۳۲

۱۰- مکاتیبِ اقبال بنام گرامی: ص۹۸-۹۹

۱۱- ایضاً: ص۱۰۵

۱۲- ملاحظہ کیجیے:

(الف) ہفت روزہ توحید، میرٹھ، یکم اگست ۱۹۱۳ء۔

(ب) *Letters to Atiya*: ص۷۳

(ج) مولانا گرامی کو ایک خط میں اقبال نے مثنوی کے ابتدائی اشعار لکھ بھیجے تھے۔ ملاحظہ کیجیے: مکاتیبِ اقبال بنام گرامی: ص۱۰۵

۱۳- مکاتیبِ اقبال بنام گرامی: ۱۰۵

۱۴- اقبال نامہ، دوم: ص۳۶۸

۱۵- اسرارِ خودی کے ان قلمی نسخوں اور مسوّدوں کی نقول اقبال اکادمی کے کتب خانے میں موجود ہیں، تفصیل اس طرح ہے:

(الف) نمبر A/M-1977-198۔ یہ سب سے پہلا مسوّدہ معلوم ہوتا ہے۔ خاصی کانٹ چھانٹ کی گئی ہے۔ اس میں بہت سے متروک اشعار اور ترمیم شدہ اشعار بھی موجود ہیں۔ ''ڈیڈی کیشن'' کے زیرِ عنوان صرف پندرہ اشعار درج ہیں۔

(ب) نمبر A/M-1977-203۔ یہ مسوّدہ کسی خوش نویس نے لکھا ہے۔ پھر اس میں اقبال نے ترامیم واضافے کیے ہیں۔ متروک اشعار تو کم ہیں، مگر ترمیم شدہ اور اضافہ شدہ اشعار کی تعداد خاصی ہے۔ یہ طبع اوّل کی ایک ابتدائی صورت معلوم ہوتی ہے۔

(ج) تیسرے مسوّدے پر حوالہ نمبر درج نہیں۔ کل ۱۰۶ صفحات ہیں۔ اس مسوّدے میں بھی خاصی کانٹ چھانٹ کی گئی ہے۔ ڈیڈی کیشن کے ساتھ یہ وضاحت درج ہے: ''باجازت جنابِ ممدوح''۔

۱۶- اقبال نامہ، دوم: ص۳۶۸۔ خواجہ حسن نظامی کا دعویٰ ہے کہ اسرارِ خودی کا نام ان کا تجویز کردہ ہے۔ (منادی، جون ۱۹۵۰ء- بحوالہ زندہ رود اوّل ص۲۲۳)

۱۷- اسرار و رموز: ص۱۲

۱۸- شاد کے نام ۹رستمبر ۱۹۱۵ء کے مکتوبِ اقبال میں مثنوی کا کوئی ذکر نہیں، پھر اس خط کے جواب کا انتظار کیے بغیر (۱۲رستمبر ۱۹۱۵ء کو) انھیں ایک اور خط لکھتے ہوئے، اقبال مثنوی ارسال کرنے کا ذکر کرتے ہیں۔ گویا یہ خط محض اسی

لیے لکھا کہ مثنوی اُسی روز مطبع سے تیار ہوکر آئی۔ اگر کتاب ۱۰ یا ۱۱ رستمبر کو تیار ہو جاتی تو ظاہر ہے ۱۰ یا ۱۱ رستمبر کو خط لکھتے۔ اس بنا پر ہم نے تاریخ اشاعت ۱۲ رستمبر متعین کی ہے۔ اس کی تائید، اقبال میوزیم لاہور میں محفوظ، طبع اوّل کے اس مجلد نسخے سے ہوتی ہے، جس پر اقبال کے دستخط مع تاریخ (۱۵ رستمبر ۱۹۱۵ء) ثبت ہیں۔ غالبًا دو تین روز کتاب کے مجلد ہونے میں لگے۔ علامہ نے آرنلڈ کو اسرار خودی (اوّل) کا جو نسخہ پیش کیا، اس پر اقبال کے دستخطوں کے ساتھ ۱۵ رستمبر ۱۹۱۵ء کی تاریخ درج ہے۔ یہ نسخہ کیمبرج یونی ورسٹی لائبریری (حوالہ نمبر ۱- ۹۲ ڈی ۱۸۳۶ ایس) میں محفوظ ہے۔ اس کا عکس دیکھیے: اقبال یورپ میں، طبع دوم ۱۹۹۹ء: ص ۳۷۲۔

۱۹- ذکرِ اقبال: ص ۸۵

۲۰- انجمن: ص ۴۷

۲۱- انوارِ اقبال: ص ۶۵-۶۶

۲۲- سرورق اسرارِ خودی، طبع اوّل۔

۲۳- اقبال کے ممدوح علما: ص ۱۱۲

۲۴- روز گارِ فقیر، دوم: ص ۱۶۴

۲۵- تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: محمد عبداللہ قریشی کا مضمون: ''معرکۂ اسرارِ خودی'': مجلّہ اقبال، اکتوبر ۱۹۵۳ء اور اپریل ۱۹۵۴ء۔

۲۶- انوارِ اقبال: ص ۶۵

۲۷- خطوطِ اقبال: ص ۱۳۹

۲۸- نیاز الدین خاں کے نام ۱۱ رستمبر ۱۹۱۶ء کے مکتوب میں لکھتے ہیں: ''پہلے حصے کی دوسری اڈیشن کا کاغذ کل خرید لیا ہے۔'' مکاتیبِ اقبال بنام نیاز: ص ۵

۲۹- اقبال نامہ، اوّل: ص ۸۰

۳۰- اکبر الہ آبادی کے نام ایک خط (اقبال نامہ، اوّل: ص ۵۳-۵۷) سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوسرا اڈیشن ۱۱ رجون ۱۹۱۸ء تک نہ چھپا تھا۔

۳۱- یہ دیباچہ مقالاتِ اقبال (ص ۱۵۳-۱۵۹) اور روز گارِ فقیر دوم (ص ۴۴-۵۲) میں شامل ہے۔ مقالاتِ اقبال کے متن میں متعدد اغلاط موجود ہیں۔

۳۲- انیس اشعار کا متن ملاحظہ کیجیے: سرودِ رفتہ (ص ۶۸-۶۹) مرتبین سرودِ رفتہ کی یہ بات درست نہیں کہ یہ سب اُنیس اشعار دوسرے اڈیشن میں حذف کر دیے گئے۔ عبدالمجید سالک بھی اسی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں (ذکرِ اقبال: ص ۹۵)۔ دراصل محذوف شعر صرف ۸ ہیں۔ باقی گیارہ شعروں کا محل بدل دیا گیا ہے۔ یہ ''تمہید'' کے حصے میں، چند صفحات آگے چل کر شعر: ''برگرفتم پردہ...... (طبع دوم: ص ۱۵) کے بعد شامل ہیں۔ شعر ۳ کے دوسرے مصرعے میں ''دورۂ خوں'' کو ''گردشِ خوں'' سے بدل دیا گیا۔ یہ گیارہ اشعار، مابعد اشاعتوں میں بھی موجود ہیں۔

۳۳- مولانا مہر کی مرتب کردہ فہرست ''حذف شدہ اشعار'' (سرودِ رفتہ: ص ۲۵۴) میں یہ شعر، شامل ہونے سے رہ گیا ہے۔

۳۴- متن کے لیے ملاحظہ کیجیے:

(الف) سرودِ رفتہ: ص ۷۰-۷۲

(ب) انوارِ اقبال: ص ۳۱۴-۳۱۶

۳۵- سرودِ رفتہ میں ''خونش چکید'' درست نہیں۔ (ص ۲۵۴)

۳۶- مقالاتِ اقبال (ص ۱۹۳) میں منقول ہے، مگر اس میں متعدد اغلاط موجود ہیں۔

۳۷- مہر صاحب ان اشعار کے بارے میں لکھتے ہیں: ''یہ شعر دوسرے اڈیشن کے وقت تازہ کہے گئے، پہلے میں موجود نہ تھے'' (سرودِ رفتہ: ص ۲۴۹، حاشیہ نمبر ۱) یہاں مہر صاحب کو سہو ہوا ہے۔ یہ دونوں اشعار طبع اوّل میں بھی موجود ہیں (ص ۳۲) طبع دوم میں انھیں پیچھے لے جایا گیا ہے۔

۳۸- دیکھیے: تصانیف اقبال، طبع ۲۰۱۱ء، ص ۱۲۵-۱۲۶۔

۳۹- مقالات اقبال (ص ۱۹۳) میں منقول متن میں متعدد اغلاط موجود ہیں۔